اصلاح امت مسلمہ کیلئے امام حسینؑ کا قیام

اور اس کے اثرات

مولانا ناظم علی خیرآبادی

جامعہ حیدریہ مدینۃ العلوم، خیرآباد، مئو

پیغمبر اسلامؐ کے وصال کے فورا بعد ہی امت اسلامیہ میں منافقانہ ذہنیت رکھنے والے افراد نے علمی، عملی اور اخلاقی، انحراف، ظلم وجور، فتنہ و فساد، داخلی انتشار وافتراق باہمی، طبقہ پرستی، خاندان نوازی، انصار و مہاجرین کے درمیان تفریق کا بازار گرم کردیا، سقیفہ بنی ساعدہ کے اجتماع سے اس کا آغاز ہوااور آتے دنوں کے ساتھ روز بروز اس میں اضافہ ہوتا گیا، قانون اسلام کی مخالفت، قرآنی بیان کی خلاف ورزی، سنت و سیرت رسولؐ اکرم کے خلاف عملی اقدامات کئے جانے لگے، خود ساختہ خلافت رسولؐ کے جبرانہ رعب و داب اور حرص زر و مال و ہوس اقتدار نے امت اسلامیہ کی اکثریت کو سقیفائی خلافت کا ہمنوا بنالیا، رفتہ رفتہ دور جاہلیت کے قوانین کو اسلام میں داخل کیا جانے لگا موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسیحیت اور یہودیت نے اپنا رنگ اسلام میں بھرا، دین خدا کا اصلی چہرہ نگاہوں سے اوجھل ہونے لگا، خود ساختہ خلافتوں کے ادوار میں اسلام کے رخ زیبا پر جو پردہ ڈالنے کی مسلسل جد و جہد کی گئی تھی، اسے بڑی حدتک امیر المومنین حضرت علیؑ کے ظاہری دور خلافت میں قرآنی نظام کے نفاذ کے تحت ہٹایا گیا لیکن شامی امیر نے سقیفائی عزائم و مقاصد کو پائدار بنانے کی ہر ممکن کوشش کی وراس طرح ظاہری طور پر بھی بنی امیہ نے اپنا اثر و رسوخ پیدا کر کے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے لی، شامی حاکم معاویہ اوراس کے بعد کے ظالم و جابر حکام نے اسلامی اصول و فروع کو مٹانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، معاویہ نے سازش کے تحت حقیقی جانشین پیغمبرؐ کو شہید کرایا حضرت امام حسنؑ کی خلافت چند مہینہ کیلئے قائم ہوئی کیونکہ مفاد پرستوں اور سازشیوں نے اسلامی قوانین کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کیں

اور امام حسنؑ نا مساعد حالات اور بلا حصول مقصد اپنے انصار واعوان کی جانیں برباد ہونے سے بچانے کیلئے حکومت کے وقتی طور پر کنارہ کش ہوگئے، ۴۱ھ میں معاویہ نے اپنی بیعت کرانے کے بعد عالم اسلام پر اپنا تسلط جما لیااور لوگوں کو اپنے سانچہ میں ڈھالنے کی کوشش کی تاکہ کہیں سے اختلاف کی آواز اٹھ ہی نہ سکے، اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے اس نے لوگوں کو تشدد اور فقر و فاقہ میں گرفتار رکھنا، قبائلی عصبیت کو زندہ رکھنا دین کے نام سے لوگوں کو افیون پلا کر انقلابی جذبہ اور حوصلہ کو ختم کرنا ضروری سمجھااور اس کیلئے بھرپور اقدام کیا جس کا مختصر ساخاکہ پیش کیا جارہاہے۔

معاویہ کا جرنیل سفیان بن عوف غامدی کا بیان ہے: معاویہ نے مجھے بلا کر کہا کہ میں تجھے ایک بڑے مسلح اور سخت دل لشکر کے ساتھ بھیج رہا ہوں، تم فرات کے ساتھ ساتھ چلتے رہو یہاں تک کہ "ہیت" سے آگے بڑھ جاؤاگر کسی لشکر سے سامنا ہو اس پر حملہ کردو اسی طرح انبار اور مدائن تک چلے جاؤ۔ یہ حملے عراقیوں کے دلوں میں رعب پیدا کریں گے ہمارے چاہنے والوں کو خوش کریں گے۔ ہمارا مخالف کوئی بھی ملے تو اسے قتل کردو، جس علاقہ سے گذرو اسے تباہ کردو اور ان کے مال و دولت پر ڈاکہ ڈالو اس لئے کہ مال چھیننا قتل کے مانند اور زیادہ دردناک ہے۔ (شرح ابن ابی الحدید معتزلی، ج ۲، ص ۸۵ و ۸۶)

سمرہ بن جندب کو بصرہ کا والی بنایا گیا اس نے ایک مہینہ قیام کرکے بقول ابو سوار عدوی اس نے ایک ہی صبح میری قوم کے ۴۷ ایسے افراد کو قتل کیا جنہوں نے قرآن جمع کیا تھا۔ (تاریخ طبری، ج ۶، ص ۱۲۲)

سمرہ نے مدینہ میں ایک مہینہ قیام کرکے وہاں لوگوں کے گھروں کو گرادیا اس نے ہمدان کی عورتوں کو اسیر کیا اور انہیں بازاروں میں فروخت کرنے کیلئے بھیج دیا اسلام میں یہ پہلی خواتین ہیں جنہیں خریدا گیا۔ (الاستیعاب، ج ۱، ص ۱۶۵)

عام الجماعۃ کے بعد پوری سلطنت پر معاویہ کا تسلط قائم ہوگیا تو اس نے خود کہا: کوفہ والو کیا تمہارا خیال ہے کہ میں نے نماز، زکات اور حج کی خاطر تم سے جنگ کی تھی مجھے علم ہے کہ تم نماز پڑھتے ہو، زکات ادا کرتے ہو اور حج بھی کرتے ہو میں نے تم پر حکومت کرنے کیلئے جنگ کی ہے، خدا نے تمہاری مرضی کے خلاف مجھے یہ چیز دیدی اور اس راہ میں اگر کسی کا خون بہایا گیا ہے تو وہ رائیگاں ہے اور جن شرائط کو میں نے اس سلسلہ میں

قبول کیا ہے وہ میرے ان دو قدموں کے نیچے ہے اور جب صلح ہوئی تو اس وقت معاویہ نے بھی کہا تھا کہ میں نے اسے بادشاہت کے طور پر قبول کیا ہے۔ (تاریخ الکامل، ج ٦، ص ط ۲۲۰)

معاویہ شام اور دوسرے علاقوں کے لوگوں کے درمیان تفریق کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا تھا چنانچہ وہ ٦۰ ہزار افراد پر مشتمل اپنے لشکر پر ٦۰ ملین درہم خرچ کیا کرتا تھا۔ (تاریخ اسلام، ج ا، ص ۴۷۵)

شام میں جو کچھ بھی خوشحالی تھی امیر کی جانب سے تھی وہ اس یمنی قبائل کیلئے تھی، جو اس کے وفادار تھے اور قیس کے قبائل کو نظر انداز کرتا تھا اور اگر کبھی ان سے کوئی خطرہ لاحق ہوتا تو انہیں بھی کچھ دینا شروع کر دیتا۔ (التمدن الاسلامی، ج ۴، ص ۴۷)

معاویہ نے عام الجماعۃ کے بعد اپنے والیوں کے نام خط لکھا کہ جس کے بارے میں گواہی سے ثابت ہو جائے کہ وہ علیؑ اور ان کے اہلبیتؑ سے محبت رکھتا ہے اس کا نام دیوان سے کاٹ دیا جائے اور اس کو جو حصہ دیا جاتا ہے اسے بند کر دیا جائے۔ جس شخص کے بارے میں یہ شک ہو کہ وہ ان لوگوں سے وابستہ ہے اس پر تشدد کرو اور اس کا گھر تباہ کر دو۔ اگر مسلمانوں میں سے کوئی بھی ان کی نافرمانی کرتا تو وہ اس کا حصہ بند کر دیتے اگر چہ نافرمانی کرنے والا پورا شہر ہی کیوں نہ ہو۔ (التمدن الاسلامی، ج ۴، ص ۷٦)

معاویہ سب سے پہلا شخص تھا جس نے رعایا کے مال و دولت کو اپنے لئے مخصوص کیا تھا۔ (التمدن الاسلامی، ج ۲، ص ۱۹)

شاعر کے کلام کا اثر ذہنوں پر جلدی ہوتا ہے اور اگر مسلسل اشعار کی زبان میں کوئی بات کہی جائے تو وہ دیر پا ہو جاتا ہے، ضرب المثل کے طور پر استعمال میں آتی رہتی ہے چنانچہ معاویہ کے درباری شاعر اخطل انصاری جاہلیت کی دور کی روش کے مطابق مذمت آمیز اشعار کہا کرتا تھا اور معاویہ اس کو آلہ کار بنائے ہوئے تھا اور اس طرح دوسرے شعراء کے ذریعہ دور جاہلیت کی پرانی عداوتوں کو عرب کے دو قبیلوں اوس و خزرج کے درمیان دوبارہ زندہ کرنے کی بھرپور کوشش کرتا تھا۔

ابو الفرج اصفہانی کہتے ہیں: طویس کو ان اشعار سے بہت زیادہ لگاؤ تھا جو اوس و خزرج نے جنگ کے دنوں میں ایک دوسرے کے خلاف کہے تھے اس کا مقصد ان دونوں قبیلوں کو آپس میں لڑانا تھا بہت کم ایسے اجتماعات تھے جن میں ان دونوں قبیلوں کے افراد موجود ہوں اور ایسے اشعار کہے گئے ہوں اور ان میں اختلاف پیدا نہ ہوا ہو

وہ ان اشعار کے ذریعہ پرانی عداوتوں کو دوبارہ زندہ کرنا چاہتا تھا۔ (الاغانی، ج ۲، ص ۱۷۰؛ فجر الاسلام، ص ۲۸۰؛اسلام کی سیاسی تاریخ، ج ۱، ص ۵۳۵)

شام میں معاویہ کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ یمنیوں کے حق میں اور قبیلہ مضر کے خلاف سازش کیا کرتا تھا اور قبیلہ کلب الیمانیہ کے ساتھ نزدیکی روابط استوار کرتا رہتا تھا چنانچہ اس نے یزید کی ماں میسون سے شادی کر لی تھی جو قبیلہ کلب کے سردار بجدل کی لڑکی تھی اور اپنے بیٹے یزید کی بھی اسی قبیلہ میں شادی کر دی، معاویہ کی حمایت سے اہل یمن اس قدر قوی ہو گئے تھے کہ وہ آخر میں شامی حکومت کو بھی نظر انداز کرنے لگے تھے تو معاویہ کو یمنیوں سے خطرہ لاحق ہوا تو یمنیوں کو مضر کے ساتھ لڑانے کا فیصلہ کر لیا اور مسکین دارمی کے نام پیغام بھیجا: ہم نے تیرے لئے شہر ہی میں وظیفہ مقرر کر دیا ہے، اگر چاہو تو اپنے شہر چاہو تو ہمارے پاس آجاؤ ہر حال میں تمہارا وظیفہ تمہیں ملتا رہے گا، چنانچہ جرجی زیدان نے تاریخ التمدن الاسلامی کے ص ۷۴ پر تحریر کیا ہے: معاویہ اس کام سے مسکین دارمی کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانا چاہتا تھا، چنانچہ اسی مسکین نے یزید کی خلافت کی تائید میں یہ اشعار کہے:

أَلَالَيتَ شعری مایَقول إبنُ عامر

وَمروان أم ماذا يقول سعيدُ

بَنِی خلفاء الله مهلا فانما

يبوئها الرحمن حيث يريدُ

إذ المنبر الغربی خلاه ربه

فإن أمير المومنين يزيدُ

کاش میں سمجھ سکتا ابن عامر، مروان اور سعید کیا کہنا چاہتے ہیں، اے فرزندان خلفا خاموش رہو، خدا جسے چاہے خلافت دیدیتا ہے، شام کی کرسی خلافت جب بھی خالی ہو جائے گی، تو اس کیلئے سزاوار ترین فرد امیر المومنین یزید ہے۔

امیر شام کے زمانہ حکومت میں بنی امیہ کو خوب پھلنے پھولنے اور طاقت و قوت میں اضافہ کا موقع ملا بنی امیہ کا سب سے بڑا جرم یہ تھا کہ اسلاف سے اخلاف تک رسول اکرمؐ کے دشمن تھے انہوں نے آخری لمحوں میں مجبوراً

اسلام قبول کر لیا تھا، اس زمانہ میں معاویہ نے مسلمانوں کے دینی احساسات کو کچلنے کیلئے نام نہاد دین کو آلہ کار بنایا چنانچہ ابن ابی الحدید معتزلی کا بیان ہے۔

معاویہ نے اپنے اصحاب و تابعین کو یہ حکم دیا تھا کہ علیؑ کی تنقیص اور ان سے برائت اور بیزاری کے سلسلہ میں احادیث گھڑیں اور اس کے مقصد کیلئے ایک قابل توجہ رقم مخصوص کر دی چنانچہ ان لوگوں نے اس قدر احادیث گڑھ لیں کہ معاویہ خوش ہو گیا۔ ابو ہریرہ، عمرو بن العاص، مغیرہ بن شعبہ اور عروہ بن زبیر کے نام اس فہرست میں شامل ہیں۔ (شرح نہج البلاغہ، ج ۴، ص ۶۱)

معاویہ نے فرقہ مرجئہ اور فرقہ جبریہ کو بھی اپنے مقصد کے تحت باقاعدہ استعمال کیا، ان کے بااثر افراد کو دولت وثروت سے نوازا اور اپنے مقصد کے مطابق اقوال وافعال کو پروان چڑھایا اس طرح معاویہ نے اپنی دنیاداری کی سیاست کے ذریعہ امت مسلمہ کو اپنے دباؤ میں رکھا اور معاشرہ کے لوگوں میں گناہ کا شعور ہی ختم ہو گیا اور زندگی گزارنے کا مقصد بھی امت کے لوگوں سے چھین لیا۔

بنی امیہ کے حکمرانوں نے جب اسلام سے انسانی اقدار کو نکالنے کی بھرپور کوشش کر لی اور اسلام کو ایک مخصوص گروہ کے مفاد میں استعمال کرنے کا طریقہ اپنا لیا تو حضرت علیؑ اور ان کے فرزندوں نے اسلام کا دفاع اور اس کو ہر شر اور تحریف سے بچانے کیلئے اپنا جہاد شروع کیا، حضرت علیؑ اپنی پوری زندگی جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ اسی راہ میں شہید ہو گئے ان کے بعد امام حسنؑ بھی اسی جہاد کی راہ میں شہید ہو گئے تو امام حسینؑ تنہا رہ گئے۔

حضرت امام حسینؑ نے معاویہ کے طریقہ کار کو دیکھا کہ وہ کس طرح مسلمانوں کو شہر بدر کر رہا ہے، انہیں فقر و فاقہ کا شکار بنا رہا ہے، ظلم و تشدد کا ہر حربہ استعمال کر رہا ہے، سیاسی مفاد کیلئے اسلام اور انسانی اصول میں کس طرح تحریف کر رہا ہے، اللہ و رسول پر کس طرح جھوٹ باندھ رہا ہے قبائلی عصبیت کو ہوا دے کر اسلامی معاشرہ کو کس طرح تباہ و برباد کر رہا ہے، بنی امیہ نے چاہا تھا کہ امام حسینؑ ان کے سامنے جھک جائیں تاکہ امت مسلمہ مکمل طور پر ان کی گرفت میں آجائے اور وہ بلا خوف و خطر اپنی سیاست کو نافذ کر دیں اسی بات کا ارادہ معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے بیٹے یزید کی ولیعہدی کی بیعت لینے کے موقع پر کیا تھا اور اس کیلئے کبھی تشدد اور کبھی نرمی سے کام لیا تھا۔ (الکامل، ج ۳، ص ۲۴۹)

یہی اقدام یزید نے بھی بعد میں کیا لیکن امام حسینؑ نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ اپنی تاریخی اسلامی عظیم ذمہ داری کو سمجھ رہے تھے انہیں ان ضمیروں کو بیدار کرنا تھا جنہیں ظالموں کے آگے جھکنے کی عادت ہو چکی تھی، وہ یہ بات بخوبی جانتے تھے کہ اموی سیاست کے زیر اثر معاشرہ کی اصلاح اور اس کی گندی ثقافت و طریقہ کو ہلا کر جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دینے کی ضرورت ہے یہ ایک ایسے انقلابی عمل کی متقاضی تھی جو دنیا کے ہر صاحب عقل و شعور انسانوں کے چند جذبات کی ترجمانی بھی کرے اور ظالموں سے مقابلہ کرنے کی سمت میں مشعل راہ بن جائے۔ امام حسینؑ نے محمد حنفیہؒ کو خط میں لکھا تھا: میں اپنی ہوا ہوس، ظلم و فساد کیلئے نہیں قیام کر رہا ہوں، میں اپنے جد کی امت کی اصلاح کرنا چاہتا ہوں، جس کیلئے امر بالمعروف و نہی عن المنکر ضروری ہے، اگر کوئی میری اس دعوت کو حق ہونے کی بناء پر قبول کرے گا تو خدا ہمیشہ سے حق کا مددگار ہے اور اگر کوئی قبول نہ کرے تو میں صبر و تحمل سے کام لوں گا تاکہ خدا میرے اور اس قوم کے درمیان فیصلہ کر دے۔

امام حسینؑ نے اپنی وصیت میں مقصد قیام بھی بیان کیا ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ اور وسیلہ بھی واضح کیا ہے، امامؑ کا مقصد تھا امت مسلمہ کی اصلاح کرنا اور اصلاح کا وسیلہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، سیرت نبیؐ و علیؑ پر چلنا قرار دیا ہے، اصلاح کا مطلب یہ ہے کہ جو انحراف، تبدیلی، اسلام سے دوری، ایمان سے علاحدگی، احکام اسلامی کی پابندی سے بے تعلّقی پیدا ہو گئی اس کی نشاندہی کرکے ان کو اصلی حالت پر لانا۔

بنی امیہ کے دور حکومت میں جو خرابیاں مسلمانوں میں پیدا ہوئیں ان کی وضاحت امامؑ نے مختلف مواقع پر کی ہے، چنانچہ ایک خط میں یزید کی ولی عہدی کے بارے میں معاویہ کو لکھا:

اے معاویہ تو لوگوں کو یزید کے بارے میں دھوکہ دینا چاہتا ہے گویا تو کسی ایسے شخص کا تعارف کر رہا ہے جو لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے۔۔۔ یزید کا تعارف کرانا ہے تو یوں کراؤ کہ یزید کتوں اور کبوتروں سے کھیلنے میں مصروف رہنے والا ایک بوالہوس آدمی ہے اور اپنا بیشتر وقت رنگارنگ اور رقص و سرور کی محفل میں گزارتا ہے، یزید کا ایسا تعارف کراؤ اس کے علاوہ سعی لا حاصل نہ کرو۔ (الامامۃ والسیاسۃ، ج ۱، ص ۱۹۵)

اور جب یزید کے حکم سے ولید بن عقبہ نے امام حسینؑ سے یزید کی بیعت لینا چاہی تو امامؑ نے فرمایا: اے ولید ہم خاندان نبوت، معدن رسالت اور فرشتوں کی بارگاہ کے افراد ہیں ہدایت الٰہی کا ہم سے آغاز ہو اور ہم پر خاتمہ

ہوا ہے۔یزید ایک فاسق و فاجر، شراب خوار اور قاتل ہے علی الاعلان فسق و فجور کا ارتکاب کرتا ہے مجھ جیسا اس جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا۔ (اعیان الشیعہ، ج ۴، ص ۱۸۳)

یزید اور اس کے ماسبق حاکم کا دور قوانین فطرت اور دین الٰہی کی مخالفت سے معمور تھا دینی اقدار کی پامالی ان کا عام طریقہ تھا نیز عوام کا استحصال کرنا عادت ہو چکی تھی، چنانچہ امام حسینؑ نے حر کے لشکر سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: لوگو! رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کسی ظالم حکمران کو اس حال میں دیکھو کہ وہ محرمات الٰہی کو حلال کرتا ہے، اللہ کے عہد کو توڑتا ہے، سنت رسول کی مخالفت کرتا ہے اور اللہ کے بندوں پر زیادتی کرتا ہے تو ان حالات میں اپنی آواز اور عمل کے ذریعہ ان کو جو نہ روکے تو اسی ظالم کی طرح عذاب کا مستحق ہے، لوگو! بنی امیہ نے شیطان کی اطاعت کر کے رحمان کی اطاعت چھوڑ دی ہے فساد و فتنہ برپا کیا ہے اور اسلامی حدود و تعزیرات کو معطل کر دیا ہے، بیت المال کو اپنے قبضہ میں لے لیا ہے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیا ہے۔ (طبری، ج ۴، ص ۳۰۴؛ کامل، ج ۳، ص ۲۸۰)

نیز امامؑ نے اموی لشکر کے ساتھ قتال سے تھوڑی دیر پہلے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: وائے ہو تم پر کہ تم خاموش نہیں ہوتے اور میری بات نہیں سنتے تم کو ہدایت کی طرف بلا رہا ہوں جو میری اطاعت کرتا ہے وہ ہدایت پانے والوں میں شمار ہوگا اور جو میری نافرمانی کرتا ہے وہ ہلاک ہوگا، تمہیں کیا ہو گیا ہے تم سب نے میری اطاعت چھوڑ دی اور میری باتیں سننے کیلئے آمادہ نہیں ہو، تمہارے شکم لقمہ حرام سے بھر گئے ہیں اور تمہارے دلوں پر مہر لگ چکی ہے افسوس ہو تم پر، تم خاموش نہیں ہوتے اور میری بات نہیں سنتے۔ (اعیان الشیعہ، ج ۱، ص ۱۵۵)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ اصلاح

اسلامی دینی احکام میں تمام واجبات اور مستحبات کو معروف اور تمام محرمات و مکروہات کو منکرات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، معاشرہ کے تمام افراد کو معروف کے بجالانے اور منکر سے بچنے بچانے کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہا جاتا ہے، ظاہر ہے کہ معروف کا بجالانا اور اس کے بجالانے کا حکم دینا خود معاشرہ کی خوبی کی علامت ہے اسی طرح منکر سے بچنا اور دوسروں کو بچنے کا حکم دینا معاشرہ کے اصلاح کے عمل میں معاون ہوتا ہے۔

مولائے کائنات حضرت علیؑ کا ارشاد گرامی ہے: اللہ نے امر بالمعروف کو واجب کیا ہے عوام کی مصلحتوں اور فائدوں کیلئے اور نہی عن المنکر کو فرض کیا ہے بیوقوفوں کو برائیوں سے روکنے کیلئے۔ (نہج البلاغہ، کلمات قصار ۲۵۲)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: اے ایماندارو! جو شخص یہ دیکھے کہ ظلم و تعدی پر عمل ہو رہا ہے اور برائیوں کی طرف دعوت دی جارہی ہے اور اپنے دل سے اس کا انکار کر دے تو گویا کہ محفوظ رہ گیا ہے اور بری ہو گیا اور اگر زبان سے انکار کر دے تو اجر کا بھی حقدار ہو گیا یہ قلبی انکار سے بہتر ہے اور اگر کوئی شخص تلوار کے ذریعہ اس کی روک تھام کر دے تا کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے اور ظالمین کی بات پست ہو جائے تو یہی وہ شخص ہے جس نے ہدایت کے راستہ کو پالیا اور سیدھے راستہ پر قائم ہو گیا اور اس کے دل میں یقین کی روشنی پیدا ہو گئی۔ (نہج البلاغہ، کلمات قصار نمبر ۳۷۳)

اسی موضوع سے متعلق دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا: بعض لوگ منکرات کا انکار دل، زبان اور ہاتھ سب سے کرتے ہیں تو یہ نیکی کے تمام حصوں کے مالک ہیں اور بعض لوگ صرف زبان اور دل سے انکار کرتے ہیں اور ہاتھ سے نہیں روکتے تو انہوں نے نیکی کی دو خصلتوں کو حاصل کیا ہے اور ایک خصلت کو برباد کر دیا ہے اور بعض لوگ صرف دل سے انکار کرتے ہیں وہ نہ ہاتھ استعمال کرتے ہیں اور نہ زبان تو انہوں نے دو خصلتوں کو ضائع کر دیا اور صرف ایک کو پکڑ لیا ہے۔ اور بعض وہ بھی ہیں جو دل، زبان اور ہاتھ کسی سے بھی برائیوں کا انکار نہیں کرتے تو یہ زندوں کے درمیان مردہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور یاد رکھو کہ تمام اعمال خیر مع جہاد کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مقابلہ میں وہی حیثیت رکھتے ہیں جو گہرے سمندر میں لعاب دہن کے ذرات کی ہوتی ہے اور ان تمام اعمال سے بلند تر حاکم ظالم کے سامنے کلمہ انصاف کا اعلان کرنا ہے۔ (نہج البلاغہ، کلمات قصار نمبر ۳۷۴)

امام علی نے ایک خطبہ کے حصہ میں ارشاد فرمایا ہے: إِنَّ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ لَخُلُقَانِ من خُلُقِ اللهِ سُبْحَانَه وَإِنَّهُمَا لَا يُقَرِّبانِ مِنْ أَجَل وَ لَا يَنْقُصانِ مِنْ رِزْقٍ وَ عَلَيْكُمْ بِكِتابِ الله فَإِنهُ الحَبْلُ المَتِيْنُ وَالنُّوْرُالمُبِيْنُ۔ (نہج البلاغہ، خطبہ ۱۵۶)

بیشک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دو خدائی اخلاق ہیں یہ نہ کسی کی موت کو قریب کرتے ہیں اور نہ کسی کی روزی کو کم کرتے ہیں تمہارا فریضہ ہے کہ کتاب خدا سے وابستہ رہو وہی ہدایت کی رسی ہے اور روشن نور الٰہی ہے۔

کلمات قصار میں حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا: وَالجِهادُ مِنها عَلىٰ أَربَعِ شُعَبٍ: عَلَى الْأَمرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهيَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالصِّدْقِ فِي الْمَوَاطِنِ وَشَنَانِ الفَاسِقِينَ فَمَنْ أَمَرَ بِالمَعْرُوفِ شَدَّ ظُهُورَ المُومِنِينَ وَمَن نَهَى عَنِ المُنكَرِ أَرغَمَ اَنُوفَ الْكافِرِينَ (المنافقين) وَمَنْ صَدَّقَ فِي المَواطِنِ قَضىٰ مٰا عَلَيه وَمَن شَنِئَ الفاسِقين وَ غَضَبَ لِلّهِ، غَضَبَ اللهُ لَه وَ إِرضاهُ يَومَ القِيامَة۔ (نہج البلاغہ، کلمات قصار نمبر ۳۱)

جہاد کے بھی چار شعبے ہیں امر المعروف اور نہی عن المنکر ہر مقام پر ثبات قدم اور کافروں فاسقوں سے نفرت اور عداوت، لہٰذا جس نے امر بالمعروف کیا اس نے مومنین کی کمر کو مضبوط کیا اور جس نے منکرات سے روکا اس نے کافروں کی ناک رگڑی اور جس نے میدان قتال میں ثبات قدم کا مظاہرہ کیا وہ اپنے راستہ پر آگے بڑھ گیا اور جس نے فاسقوں سے نفرت اور عداوت کا برتاؤ کیا پروردگار اس کی خاطر اس کے دشمنوں سے غضبناک ہوگا اور روز قیامت اس کو خوش کر دے گا۔

امام حسینؑ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ اس طرح سے انجام دیا کہ آپؑ نے لشکر عمر سعد فوج یزید کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے کتاب خدا کو چھوڑنے والو، شیطان کے دھوکہ میں مبتلا، اللہ کی نافرمانی پر متحد، کتاب خدا میں تحریف کرنے والو، چراغ شریعت کو بجھانے والو، اولاد انبیاء کے قاتلو، اوصیاء و عترت کو نابود کرنے والو۔۔۔ تم وہ خبیث ترین پھل ہو جو ہر غاصب کا لقمہ بنتا ہے اور تم ہر دیکھنے والے کیلئے درد بن گئے ہو اللہ کی لعنت ہے ان لوگوں پر جو عہد و پیمان کرنے کے بعد اسے توڑ دیتے ہیں حالانکہ تم نے اس بیعت پر اللہ کو گواہ بنایا ہے۔۔۔ لوگو جو کچھ مجھے کہنا تھا کہہ دیا اور خوف خدا یاد دلا دیا اب میں اپنے خاندان کے ہمراہ دوستوں کی قلّت، دشمنوں کی کثرت اور یار و مددگار نہ ہونے کے باوجود جہاد کیلئے آمادہ ہوں۔ (اعیان الشیعہ، ۱۵۹)

امام نے مذکورہ وصیت ہی میں یہ بھی فرما دیا تھا کہ اگر کوئی میری اس دعوت کو حق ہونے کی وجہ سے قبول کرتا ہے تو خدا ہمیشہ سے حق کا مددگار ہے اور اگر میری دعوت قبول نہ کرے تو میں صبر و تحمل سے کام لوں گا تا

کہ خدا میرے اور اس قوم کے درمیان فیصلہ کردے۔ امام حسینؑ بخوبی جانتے تھے کہ حق کبھی طاغوت کی پیروی نہیں کرتا باطل کو ایک نہ ایک وقت میں حق کے سامنے جھکنا ہی پڑتا ہے، حق اگر باطل کی ہوا و ہوس کا تابع ہو جائے تو زمین و آسمان فاسد ہو جائیں گے۔ لَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهواء هُمْ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَ السَّمٰوات۔ (سورہ مومنون، آیت ۷۱)

امامؑ کی وصیت میں یہ امر نہایت توجہ اور تفکر کے قابل ہے کہ امامؑ نے یہ نہیں فرمایا کہ جو میری بات کو میری عزت و عظمت، مسلمانوں کے درمیان اہمیت اور رسول اکرمؐ سے قرابتداری کی بناء پر قبول کرے بلکہ یہ فرمایا کہ حق ہونے کی بناء پر قبول کرے تو خدا حق کا مددگار ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ امامؑ حق کی جانب دعوت دے رہے تھے اور مقابل میں آنے والے باطل کے نمائندے تھے جنہیں امامؑ نے اپنی قربانی کے ذریعہ موت کے گھاٹ لگادیا اور دنیا کے عقلمندوں نے دیکھ لیا کہ شہید ہو کر بھی زندہ ظالموں کو کیوں کر مردہ بنایا جا سکتا ہے، آج اگر آپ کسی سے پوچھیں کہ یزیدی ہو تو فوراً انکار کردے گا اور اگر سوال کرو کہ حسینی ہو تو سر اونچا کر کے اثبات میں جواب دینے میں سربلندی محسوس کرے گا۔

امام حسینؑ کی قربانی کے اثرات ونتائج

امام حسینؑ نے یزیدی بہیمانہ اور بربریت آمیز مطالبہ کو ٹھکرا کر اقوام عالم کو غیر فانی وہ سبق دیا کہ انسان زندگی کے جس شعبہ میں مدد چاہے وہ مل سکتی ہے وہ نسلوں کیلئے سرچشمہ ہدایت بن گئی اور انسان کے مردہ جذبات میں زندگی کی لہر دوڑا دی، امام حسینؑ کی قربانی کے اثرات اور نتائج کو مختصر جملوں میں اگر بیان کیا جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے:

۱۔ امام حسینؑ اچھی طرح جانتے تھے کہ اصلاح کی تحریک میں فوری اور جلدی کامیابی نظر نہ آئے گی لیکن حقیقت بیں نگاہیں قوتی فائدہ پر نظر رکھتیں بلکہ پائدار نتائج کو دیکھتی ہیں چاہئے وہ دیر میں حاصل ہوں چنانچہ اس اصلاح کی آواز کا اثر تھا کہ اموی حکومت کے قید خانوں میں قید افراد نے حریت انسانی کی آواز بلند کی اور اموی تخت و تاج کو الٹ دیا جس کی ابتداء سلیمان بن صرد خزاعی اور جناب مختار نے کی اور بعد میں یہ طریقہ سب کی سمجھ میں آگیا کہ کمزور اور ضعیف اگر سچے مقصد پر جمع ہو جائیں تو اپنی عملی طاقت سے حکومت کی کایا پلٹ دیتے ہیں۔

۲۔امام حسینؑ کی قربانی نے ذہن و دماغ میں تبدیلی پیدا کر دی اور جو ادباء و شعراء ظلم واستبداد کی داستانوں کو بیان کرنے پر فخر محسوس کرتے تھے انہوں نے بیکسی اور مظلومیت کی مدح سرائی کرنے کو باعث عزت سمجھ لیا اور نوحہ و مرثیہ ادب کی ایک عظیم صنف بن کر جادہ ادب ہو گیا۔

سیرت نبیؐ و علیؑ کے ذریعہ اصلاح

امام حسینؑ سیرت نبیؐ و علیؑ کے علمبردار تھے جس طرح پیغمبر اکرمؐ کی صداقت وامانت پر دشمن عرب کو اعتبار و اعتماد تھا اور وہ قرآن کریم کی تلاوت کر کے تزکیہ نفوس انسانی فرماتے تھے پھر کتاب الہی کی تعلیمات سے آراستہ فرماتے تھے اور اس میں پوشیدہ حکمت کو واضح کر کے انسانوں کو صراط مستقیم پر گامزن کرتے تھے اور حضرت علیؑ رسولؐ کے ناصر و مددگار ہو کر دین حق کا پیغام پہونچا رہے تھے اسی انداز پر امام حسینؑ بھی سیرت نبیؐ و علیؑ پر عمل پیرا ہو کر اصلاح امت کا فریضہ انجام دیتے رہے، جس طرح رسول اکرمؐ بت پرستوں کی اصلاح کا عملی اقدام لَاإِلٰہَ إِلَّا اللّٰہ سے کیا اور حضرت علیؑ نے ان کی نصرت کی راہ میں ثابت قدم رہتے ہوئے اسے استحکام عطا کیا اسی طریقہ پر امام حسینؑ نے یزید کے اس نظریہ لَعِبَتْ هَاشِمُ بِالْمُلْكِ فَلَا خَبَرٌ جَاءَ وَلَا وَحْيٌ نَزَلْ کو اپنی اور بے مثال اصحاب و اعزہ کی قربانی کے ذریعہ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہ کی بنیاد کو ہمیشہ کیلئے مضبوط کر دیا اور یزیدی نظریہ کا دم خم نکال دیا تاکہ دوبارہ کسی بھی حاکم کے اندر ایسی جرات و جسارت نہ پیدا ہو سکے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے:

بہر حق در خاک و خون غلطیدہ است پس بنائے لا الہ گردیدہ است
زندہ حق از قوت شبیری است باطل آخر داغ حسرت میری است
نقش الا اللہ بر صحرا نوشت سطر عنوان نجات ما نوشت

اگر یہ لکھا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ سرکار رسالتمآبؐ نے اپنی سیرت طیبہ سے جن باتوں کی تعلیم و تربیت تیئیس برس میں کی تھی امام حسینؑ نے ان باتوں کو ایک رات اور ایک دن میں واضح کر دیا اور جان نثاری کے ذریعہ ان میں اتنی قوت و طاقت بھر دی کہ یزیدی مزاج، جذبہ اور حوصلہ ہمیشہ کیلئے فنا کی وادی میں چلا گیا۔ نبی اکرمؐ اگر جناب سلمان و ابوذر کے ساتھ جناب بلال کے ساتھ مساوات و مواسات کا سلوک کرتے تھے اور اسے روح اسلام قرار دیتے تھے حضرت علیؑ اگر مالک اشتر اور جناب قنبر کو نگاہ لطف و کرم سے دیکھتے ہوئے مساوی برتاؤ

کرتے تھے تاکہ کسی کو غلام ہونے کا خیال نہ رہ جائے، اسی طرح امام حسینؑ نے جناب فضہ اور جون کے ساتھ برتاؤ کیا تاکہ سیرت نبیؐ و علیؑ دنیا کو یاد بھی رہے اور اس تذکر عملی سے صاحبان عقل و ہوش اور اہل ایمان کو فائدہ حاصل ہو سکے۔ وَ ذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْریٰ تَنْفَعُ الْمُومِنِیْن۔ حقیقت یہ ہے امام حسینؑ نے جو قدم بھی اٹھایا وہ حدود دین الٰہی کے اندر اور سیرت نبیؐ و علیؑ پر گامزن رہتے ہوئے کیا۔ جب امام حسینؑ نے فوج یزید سے خطاب کرتے ہوئے پوچھا کہ تم کیوں مجھ سے برسرپیکار ہو کیا میں نے کسی حلال محمدؐ کو حرام اور حرام محمدؐ کو حلال کر دیا ہے؟ تو سب نے بیک زبان اقرار کیا کہ آپ نے کوئی تبدیلی نہیں کی ہے ہم تو آپ کے والد کے بغض اور عداوت میں لڑ رہے ہیں کہ اسلامی جنگوں میں انہوں نے ہمارے عزیزوں کو قتل کیا ہے ایسے میں حدیث پیغمبرؐ جب اعلان کرتی ہے کہ محبت علیؑ ایمان ہے اور ان سے بغض کفر ہے تو ان یزیدی کافروں کے فتنہ کو روکنا امامؑ کیلئے ضروری تھا جس کو امام نے روک دیا۔

٣۔ امام حسینؑ کے اصلاحی عمل نے بنی امیہ کے اثرات ورسوخ کی دیواروں کو منہدم کر دیا، حاکم شام نے جعلی حدیثوں، اشعار، مختلف فرقوں کی زرخرید موافقت اور داستان سازوں کی وجہ سے جو حکومت کو حکومت کے ظلم و جور کے خلاف آواز بلند کرنے سے روک رکھا تھا مگر امامؑ نے قربانی دے کر اس قسم کے افراد کے نظریات میں تبدیلی پیدا کر دی اور انہوں نے بڑی حد تک جعلی حدیث تیار کرنے اور داستان سرائی سے خود کو باز رکھا اور آخر شامی حکومت کے مظالم کی قلعی کھل گئی اور حقیقی چہرہ سامنے آگیا۔

٤۔ امام حسینؑ کی قربانی کے بعد آمریت اور حکومت کے زور زبردستی میں دبی ہوئی رعایا کو مردہ دلی سے نکلنے اور سچی زندگی گزارنے کا موقع ملا، ظلم و ستم کی مطلق العنانیت کو شکست ہوئی اور حکومتی جاہ وجلال کے اظہار کے برخلاف آج راجہ مہاراجہ بھی نہایت خلوص کے ساتھ حسینی فقیر بننے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

٥۔ یزید اور اس کے اسلاف کا زمانہ قوم میں جہالت کو عام کر کے آزادی اور حریت انسانی پر ڈاکہ ڈال رہا تھا لیکن امامؑ نے کربلا کے میدان میں چند گھنٹوں میں اخلاقی، سیاسی، تمدنی، مذہبی اور معاشرتی خوبیوں کے وہ اسباق پڑھا دیئے جس سے جاہل عربوں کی آنکھیں کھلیں اور ان ہی اموی ظلم و جور کے خلاف جذبہ نفرت و بیداری پیدا ہوا اور نتیجہ میں اموی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

۶۔ امامؑ نے امر بالمعروف ، نہی عن المنکر اور سیرت نبیؐ و علیؑ پر چلتے ہوئے خدمت خلق، انسانی محبت اور اخلاق کریمانہ کا وہ سبق پڑھایا جو قیامت تک یاد رکھنے کے لائق ہے اور مظلومانہ زندگی کے توسط سے انسانی معاشرہ کے ذہن میں راسخ کر دیا کہ جب تک ضروری نہ ہو اس وقت تک جنگ نہیں ہونی چاہئے اس لئے امامؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ تم لوگ تب تک جنگ نہ کرنا جب تک دشمن حملہ کرنے میں پیش قدمی نہ کر دے۔

۷۔ بنی امیہ کے زمانہ میں ذات پات، چھوت چھات کا جو رنگ چڑھایا گیا تھا اسے امام حسینؑ نے اس طرح کر دیا کہ جناب فضہ کنیز کو بھی عزت و احترام کے ساتھ رخصت کیا جیسے اپنی بیٹیوں اور عزیزوں کو، جون غلام حبشی کا سر اسی انداز سے زانو پر رکھا جس طرح جناب علی اکبر کا اور ایک ہی قبر میں آزاد و غلام دونوں کو گنج شہیداں میں دفن کیا گیا۔

۸۔ امام حسینؑ نے اپنی شہادت کے ذریعہ بتا دیا کہ اگر اصلاح معاشرت چاہتے ہو تو اپنی معاشرت کے تمام شعبوں کو اگر مظلومیت پر ڈھال لو تو دنیا میں کسی طرح کا کوئی تصادم نہیں ہوگا۔

۹۔ امامؑ کے اصلاحی پیغامات کا اثر اہل مدینہ پر بھی اس قدر ہوا کہ جہاں عقل و فکر نے کھلے عام یزید کی برائیوں کا تذکرہ کرنا شروع کر دیا اور جمود فکری کا خاتمہ ہوا بیداری کی لہر دوڑ گئی چنانچہ عبد اللہ بن حنظلہ نے مجمع میں کھڑے ہو کر کہا کہ میں ایک ایسے شخص کے پاس سے آرہا ہوں کہ اگر میری کوئی بھی مدد نہ کرے تو بھی میں اپنے چند فرزندوں کو لے کر اس کے خلاف لڑنے کیلئے جاؤں گا اس نے ہمیں بہت دولت دی اور بہت تحفے دیئے ہمارا بہت احترام کیا میں نے اس کی چیزوں کو اس لئے قبول کیا تا کہ میں اس کے مال کو اسی کے خلاف جنگ کرنے کیلئے خرچ کروں۔

اصلاح امام حسینؑ کے اثرات و نتائج کے طور پر چند امور کا تذکرہ کیا گیا ورنہ مکمل اثرات کو قلمبند کرنے کیلئے مکمل ضخیم کتاب کی ضرورت ہے جسے مختصر سے مضمون میں نہیں پیش کیا جا سکتا ہے اگر خلاصہ کرکے تحریر کیا جائے تو لکھا جا سکتا ہے کہ

○ بنی امیہ کی لادینیت اور جاہلیت پر مبنی حکومت کے خلاف آوازیں بلند ہونے لگیں جس سے حکومت کی چولیں ہل گئیں اور آخر میں فناء کے گھاٹ لگ گئی۔

○انسانوں کے ضمیر میں احساس گناہ کا جذبہ بیدار ہوا اور یزیدی دربار سے دولت وثروت پانے والے بھی مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور عوام نے سمجھ لیا کہ یزیدی حکومت دولت وثروت کی کثرت اور ظلم وجور کی بہتات کا ایک کھیل تھی۔

○انسانی اقدار کے صحیح مناظر سامنے آنے لگے اور دبی کچلی ہوئی انسانی قوم بیدار ہو گئی اور لوگ راہ مستقیم پر چلنے کیلئے آمادہ ہو گئے۔

○کلمہ گویوں اور اسلام کے ماننے والوں میں ظلم وجور کے خلاف جذبہ جہاد بیدار ہو گیا اور اسلام کی حقیقی عظمت رفتہ کو زندہ کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔

خدایا ہم سب کو اصلاح امام حسینؑ سے سبق حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے ہوئے سیرت نبیؐ و علیؑ کی پابندی میں زندگی گزاریں۔

والسلام من اتبع الہدی